تخریج حدیث کے اسالیب ومناہج

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی ☆

لفظی اعتبار سے ''تخریج'' خرج سے ہے۔ جس کے معنی ظہور اور نکل کر سامنے آنے کے ہیں۔ عربی محاورہ میں جب کسی شخص کی صلاحیت کھل کر سامنے آجاتی ہے تو کہتے ہیں: ''خرجت خوارج فلان''۔ اسی طرح جب آسمان سے بادل چھٹ جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے: ''خرجت السماء خروجاً''۔ طالبعلم جب تعلیمی مراحل طے کر کے ڈگری حاصل کرتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ خرجہ فی العلم''۔

اصطلاحی مفہوم:

علمائے حدیث کے ہاں تخریج سے مراد کسی حدیث کا پوری سند کے ساتھ نقل کرنے کے ہیں۔ یہ حضرات جب کہتے ہیں: ''ھذا الحدیث أخرجه فلان''۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس حدیث کو فلاں شیخ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

شیخ جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں:

> کثیراً ما یقولون بعد سوق الحدیث: ''خرّجه فلان أواخرجه'' بمعنی ذکره'۔ فالمخرّج اسم فاعل هو ذاکر الروایة کالبخاری''۔(۱)

اکثر و بیشتر علماء حدیث جب حدیث روایت کرتے ہیں۔ تو اس کے بعد کہتے ہیں: اس کی تخریج فلاں شیخ نے کی ہے۔ اس صورت میں ''تخریج'' سے مراد حدیث ذکر کرنے کے ہوتے ہیں۔ یہاں مخرج اسم فاعل ہے یعنی حدیث ذکر کرنے والا۔ مثلاً اگر تخریج امام بخاری نے کی ہو تو وہ مخرج

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ حدیث وسیرت۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کہلائیں گے۔ امام مسلم نے کی ہو تو وہ مخرج کہلائیں گے۔ امام ترمذی نے کی ہو تو وہ مخرج کہلائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تخریج کے معنی حدیث کو اس شیخ کی طرف منسوب کرنے کے بھی ہیں۔ جس نے اپنے مجموعہ میں اس حدیث کو پوری سند کے ساتھ اخذ کیا ہو۔ محدثین حضرات جب کہتے ہیں: خرج احادیث کتاب کذا" تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فلاں شیخ نے فلاں کتاب کی روایات کو اس کے اصل مؤلف کی طرف منسوب کیا اور ان کی حیثیت پر کلام کیا۔

شیخ مناوی اپنی کتاب فیض القدیر میں لکھتے ہیں:

"عزو الاحادیث إلی مخرجیها من ائمة الحدیث من الجوامع و السنن و المسانید"۔ (۲)

تخریج کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ روایات کو ان ائمہ حدیث کی طرف منسوب کیا جائے جنہوں نے ان احادیث کو جوامع، سنن اور مسانید میں سنداً نقل کیا ہو اور ان احادیث پر اس پہلو سے کلام کیا جائے کہ ان کے درجہ استناد کا تعین ہو سکے۔

تخریج کی غرض وغایت:

تخریج کے ذریعہ حدیث کے مآخذ تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور قابلِ رد یا قابلِ قبول ہونے کے لحاظ سے اس کی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔

تخریج کے فوائد:

تخریج کے فوائد ان گنت ہیں یہاں ان چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

مصدر حدیث کی پہچان:

تخریج کے ذریعہ محقق با آسانی حدیث کے بنیادی مآخذ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کو مطلوبہ

حدیث کا درجہ اور حیثیت معلوم ہو جاتی ہے اور وہ اطمینان کے ساتھ اس حدیث کو اپنے ہاں نقل کر لیتا ہے۔

حدیث کی مختلف اسانید کی پہچان:

تخریج کے ذریعہ محقق کے سامنے حدیث کی وہ تمام اسانید آجاتی ہیں۔ جو مختلف کتب حدیث یا ایک کتاب میں مختلف مقامات پر موجود ہوتی ہیں۔ اس طرح مطلوبہ حدیث کی اسانید کو مدنظر رکھ کر محقق اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کر سکتا ہے۔

تقابل اسناد:

تخریج کے ذریعہ محقق طالب علم حدیث کی مختلف اسناد کا تقابل کر سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ کس سند کے رواۃ صحت کے لحاظ سے زیادہ معتمد ہیں، اور کس سند کے رجال میں نقص یا سقم پایا جاتا ہے۔

حدیث کا درجہ استناد:

تخریج کے ذریعہ روایت کی مختلف اسناد سامنے آجاتی ہیں۔ جس کی بنا پر حدیث کا درجہ ء استناد معلوم کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ بعض مرتبہ حدیث کی ایک سند میں کہیں نقص ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ درجہ استناد سے گر جاتی ہے لیکن اس کی دوسری سند میں وہ نقص نہیں ہوتا۔ یا ایک حدیث جب کئی اسناد سے مروی ہوتی ہے تو علماء حدیث کثرتِ طرق کی بناء پر اسے قبول کر لیتے ہیں اور اسے قابل اخذ و قابل استدلال ہونے کا درجہ دے دیتے ہیں۔

اہمال کا ازالہ:

بعض اسناد ایسی ہوتی ہیں جن کے راوی مہمل ہوتے ہیں مثلاً "عن محمد" یا "حدثنا خالد"، جس کی وجہ سے سند میں صراحت نہیں ہوتی۔ تخریج کے ذریعہ اس قسم کے اہمال کا ازالہ ہو جاتا

ہے اور راوی کی تفصیل معلوم ہو جاتی ہے۔

ابہام کا ازالہ:

بعض مرتبہ سند میں ابہام ہوتا ہے۔ مثلاً ”عن رجل “ یا ”عن فلان “ یا ”جاء رجل إلى النبی ﷺ“۔ اس صورت میں ”رجل “ اور ”فلان “ سے کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ تخریج کے ذریعہ جب مختلف اسانید جمع ہو جاتی ہیں تو سند میں اس قسم کے ابہام کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

سند معنعن کی وضاحت:

جس سند میں راوی نے ”عن“ کا صیغہ استعمال کیا ہو تو اس صورت میں اس بات کی وضاحت نہیں ہوتی کہ راوی نے اپنے شیخ سے کس طرح استفادہ کیا ہے۔ سند معنعن میں چونکہ انقطاع کا احتمال ہوتا ہے اس لیے علماء حدیث ایسی سند کو تحقیق کے بغیر قبول نہیں کرتے۔ تخریج کے ذریعہ جب حدیث معنعن کی مختلف اسناد جمع ہو جاتی ہیں تو عام طور پر کسی ایک سند میں صیغہ ”عن“ کی وضاحت مل جاتی ہے اور اس طرح انقطاع کا وہ احتمال ختم ہو جاتا ہے جو محض ایک سند کی بنا پر موجود ہوتا ہے۔

راوی کی سقم اور نقص کی پہچان:

بعض رواۃ ایسے ہیں جن کے بارے میں علماء رجال نے وضاحت کی ہے کہ وہ عمر کے آخری حصہ میں بیماری یا ضعف کی وجہ سے ”ضابط“ نہیں رہے۔ ایسے رواۃ کی روایات کے بارے میں یہ شبہ رہتا ہے کہ آیا اس نوع کے راوی کی روایت قابل قبول ہے یا قابل رد ہے۔ تخریج کے ذریعہ چونکہ بہت ساری اسناد محقق کے سامنے آجاتی ہیں اس لیے وہ ایسے رواۃ کی روایات کی بڑی آسانی کے ساتھ جانچ پڑتال کر سکتا ہے اور صحیح وضعیف روایات کو الگ الگ کر سکتا ہے۔

راوی کی تعیین:

حدیث کے رواۃ میں بہت سارے راوی ایسے ہیں جو محض اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ اور

بہت سارے ایسے ہیں جن کی کنیت میں اشتراک ہے۔کنیت میں اشتراک کی وجہ سے راوی کی تعیین مشکل ہو جاتی ہے۔تخریج کے ذریعہ راوی کی کنیت ، اس کا نام اور دیگر تفصیلات بھی سامنے آجاتی ہیں اس لیے اس کی تعیین میں جو التباس ہوتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔

زیادۃِ راوی کی پہچان:

بعض مرتبہ حدیث کے ایک متن میں کمی ہوتی ہے۔اور دوسرے طریقے سے وارد شدہ متن میں اضافہ ہوتا ہے۔اس صورت میں بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ متن کے ضبط میں کمی بیشی ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ راوی نے متن میں وضاحت کی خاطر الفاظ وکلمات کا اضافہ اپنی طرف سے کر دیا ہو۔تخریج کے ذریعے اس قسم کے اضافات سامنے آجاتے ہیں اور روایت کے متن کی اصل تصویر نمایاں ہو جاتی ہے۔

مشکل الفاظ کی وضاحت:

ذخیرۂ حدیث میں ایسے الفاظ وکلمات بھی موجود ہیں جن کے صحیح مفہوم تک رسائی میں دقت محسوس ہوتی ہے۔عام طور پر اس قسم کے الفاظ وکلمات اگر ایک سند کے متن میں آئے ہوں تو دوسری سند کے متن میں ان کی وضاحت بھی مل جاتی ہے۔تخریج کے ذریعہ ایک حدیث کی مختلف اسناد کے مطالعہ سے اس قسم کی دقتیں حل ہو جاتی ہیں۔اور محقق باآسانی اس متن کا مفہوم سمجھ لیتا ہے۔جس میں غریب کلمات استعمال ہوئے ہوں۔

روایۃ باللفظ کی پہچان:

علماء حدیث کے ہاں چونکہ روایۃ باللفظ اور روایۃ بالمعنی دونوں جائز ہیں اس لیے ذخیرۂ حدیث میں ایسی روایات موجود ہیں جنھیں رواۃ نے لفظاً اخذ کیا ہے۔تخریج کے ذریعہ جب مختلف اسناد اور متون جمع ہو جاتے ہیں تو محقق باآسانی سمجھ لیتا ہے کہ کون سا متن لفظاً اخذ کیا گیا ہے اور کون سا معنًی ضبط کیا گیا ہے۔

کتابت میں کمی بیشی :

حدیث کی روایات مخطوطات کی شکل میں پھیلی ہیں ۔ ان مخطوطات کی کتابت اور ترتیب میں رواۃ حدیث نے انتہائی عرق ریزی اور دیانت سے کام لیا ہے ۔ لیکن پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے ۔ بعض مرتبہ شیخ کے الفاظ کتابت سے بوجوہ گر جاتے ہیں اور راوی کو ان کے گرنے کا اندازہ نہیں ہوتا ۔ تخریج کے ذریعے چونکہ ایک حدیث کے مختلف متون اور اسناد یکجا ہو جاتی ہیں ۔ اس لیے اگر کسی راوی سے کمی بیشی ہوئی ہو تو دوسرے راوی کی نقل کردہ متن سے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے ۔

ان تمام فوائد کو مدنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ تخریج کے ذریعہ کسی حدیث کے مندرجہ ذیل دونوں پہلو کھل کر سامنے آجاتے ہیں ۔

(i) اسناد جمع ہونے کی وجہ سے اسنادی پہلو ۔

(ii) متون جمع ہونے کی وجہ سے لفظی پہلو ۔

حدیث چونکہ سند اور متن سے مرکب ہوتی ہے اس لیے حدیث کے جس طالب علم کی رسائی اسناد اور متون تک ہو جائے تو اس کے لیے علم حدیث کے مراجع اور مآخذ سے استفادہ بہت آسان ہو جاتا ہے ۔ ''تخریج'' ایک مستقل فن ہے اس کا تعلق چونکہ مشق اور ممارست سے ہے ۔ اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ وہ ابتدا میں چند روایات لے کر ان کی تخریج کی کوشش کریں ۔ ابتدا میں تخریج کرتے وقت دقت اور گھٹن محسوس ہوتی ہے لیکن جب اس فن کے ساتھ مناسبت ہو جاتی ہے تو یہ بہت مفید اور دلچسپ فن ہے ۔ ذیل میں تخریج کے فوائد کی مزید وضاحت کے پیش نظر چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں ۔

مثال نمبر ۱ :

روى عن المغيرة بن شعبة قال: ''وضأت النبى ﷺ فى غزوة تبوك، فمسح أعلى الخفينن وأسفلهما''۔

اس حدیث کو جب ہم نے تخریج کے پہلو سے دیکھا ۔ تو معلوم ہوا کہ اسے امام ترمذی نے

اپنی جامع میں، امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔

ذیل میں ہم تینوں مآخذ سے پوری سند کے ساتھ روایت نقل کریں گے۔ اور پھر بتائیں گے کہ اس حدیث کی تخریج سے ہمیں کون سے فوائد حاصل ہوئے۔

امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس حدیث کو اس طرح اخذ کیا ہے۔

حدثنا ابو الو ليد الدمشقى، حدثنا الوليد بن مسلم، أخبرنى ثور بن يزيد، عن رجاء بن حيوة، عن كاتب المغيرة، عن المغيرة بن شعبة: "أن النبى ﷺ مسح أعلى الخف و أسفله"۔(٣)

امام ابوداؤد سجستانی نے اپنی سنن میں اس روایت کو یوں نقل کیا ہے۔

"حدثنا موسى بن مروان و محمود بن خالد الدمشقى، قالا حدثنا الوليد، قال محمود۔ قال اخبرنا ثور بن يزيد، عن رجاء بن حيوه عن كاتب المغيرة بن شعبة، عن المغيرة بن شعبة قال: وضأت النبى ﷺ فى غزوة تبوك فَمَسح على الخفين و أسفلهما"۔(٤)

امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو اس طرح ذکر کیا ہے:

حدثنا هشام بن عمار، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا ثور بن يزيد، عن رجاء بن حيوة، عن وراد۔ كاتب المغيرة بن شعبة۔ عن المغيرة بن شعبة: أن رسول ﷺ مسح أعلى الخف و أسفله"۔(٥)

اس حدیث کی تخریج سے جو فوائد سامنے آئے انھیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

فائدہ نمبر (۱):

تخریج کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ اس حدیث کو تین ائمہ حدیث نے اپنے ہاں ذکر کیا

ہے۔امام ترمذی نے اپنی جامع میں، امام ابوداؤد نے اپنی سنن اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں۔

(۲)۔ سنن ابوداؤد میں یہ حدیث جس سند کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔اس میں امام ابوداؤد کے دونوں شیوخ موسٰی بن مروان اور محمود بن خالد دمشقی نے اپنے شیخ ''ولید'' سے روایت اخذ کی ہے۔اس سند میں ''ولید'' کے بارے میں اہمال پایا جاتا ہے۔لیکن اس اہمال کا ازالہ امام ترمذی اور امام ابن ماجہ کی اسناد سے باآسانی ہوجاتا ہے۔ان دونوں ائمہ کے ہاں سند میں ''ولید'' کی وضاحت موجود ہے۔یعنی ''ولید بن مسلم''۔

(۳)۔ امام ترمذی اور امام ابوداؤد کے ہاں ''کاتب المغیرۃ'' کی وضاحت موجونہیں۔جس کی وجہ سے سند میں اس پوائنٹ پر ابہام پایا جاتا ہے۔یہ ابہام امام ابن ماجہ کی سند کے ذریعے دور ہوجاتا ہے اس لیے کہ امام ابن ماجہ کی سنن میں جس سند کے ساتھ یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔اس میں کاتب المغیرۃ کا نام ''وراد'' بتایا گیا ہے۔وراد کو ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے، اور جمہور علماء رجال کے نزدیک ثقہ وعادل ہیں۔

(۴)۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر لینے کے بعد کہا ہے: یہ حدیث معلول ہے اس لیے کہ ولید بن مسلم کے علاوہ ثور بن یزید سے اسے سنداً کسی نے بھی اخذ نہیں کیا ہے، میں نے امام ابوزرعہ اور امام محمد بن اسماعیل البخاری سے اس کی بابت معلوم کیا۔تو ان دونوں شیوخ نے بتایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔کیونکہ ابن مبارک نے اسے ثور بن یزید اور انہوں نے رجاء بن حیوہ سے اخذ کیا ہے۔رجاء بن حیوہ کو یہ حدیث وراد (کاتب المغیرۃ) سے ملی ہے۔وراد نے اسے براہ راست رسول ﷺ سے نقل کیا۔حالانکہ وراد کا تعلق طبقۂ تابعین سے ہے۔

(۵)۔ امام ابوداؤد اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: میری معلومات کے مطابق ثور بن یزید نے یہ حدیث رجاء بن حیوۃ سے براہ راست اخذ نہیں کی ہے۔

(۶)۔ امام ابوداؤد کی روایت میں اس حدیث کی تاریخ بھی آگئی ہے یعنی غزدۂ تبوک کے موقع پر رسول ﷺ نے موزوں پر اس طرح مسح فرمایا۔

(۷)۔ سنن ابوداؤد کے نسخے میں "مسح علی الخفین واسفلهما" کے الفاظ منقول ہیں۔ لیکن جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں "اعلی الخفین و اسفلهما" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنن ابوداؤد میں طباعت کی غلطی کی وجہ سے "اعلیٰ" کے بجائے "علی" کا لفظ لکھا گیا ہے۔

دیکھئے! یہاں محض تین ماٰخذ کی بنیاد پر ہم نے ایک روایت کی تخریج کی ہے۔ اگر ہم اس روایت کو دیگر ماٰخذ میں بھی تلاش کریں اور اس طرح اسانید اور متون کا موازنہ اور تقابل کریں۔ تو بہت سارے مزید گوشے ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ اور اس طرح ایک روایت کے بارے میں ہمیں بہت ساری معلومات حاصل ہوسکتی ہیں اس لیے کہا جاتا ہے کہ تخریج روایات کی تہہ تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

مثال نمبر۲:۔

"إذا خطب احد کم المرأة، فان استطاع أن ینظر إلی ما یدعوه إلی نکاحها فلیفعل"۔

یہ ایک مشہور حدیث ہے۔ جب ہم نے اس کی تخریج کی تو معلوم ہوا کہ اسے امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں، امام حاکم نے اپنی مستدرک میں، امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام عبدالرزاق صنعانی نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے۔

ذیل میں ہم ان چاروں ماٰخذ سے مذکورہ روایت کو پوری سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ تاکہ تخریج کے ذریعہ جو فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی کچھ مزید وضاحت ہوسکے۔

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس حدیث کو اس طرح ذکر کیا ہے:

حدثنا مسدد، أخبرنا عبد الواحد بن زیاد، أخبرنا محمد بن اسحاق، عن داؤد بن حصین، عن واقد بن عبد الرحمان۔ یعنی ابن سعد بن معاذ۔ عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول

ﷺ :"إذاخطب أحدكم المرأة، فان استطاع ان ينظر إلى مايدعوه إلى نكاحها فليفعل"۔(٦)

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اس روایت کو یوں اخذ کیا ہے:

أخبرني ابو بكر محمد بن عبدالله بن قريش،ثنا الحسن بن سفيان،ثنا محمد بن ابی بكر المقدمی،أخبرنی عمر بن علی بن مقدم،ثنا محمد اسحاق، عن داؤد بن الحصين، عن واقدبن عمرو بن سعد بن معاذ، عن جابرؓ قال: قال رسول ﷺ : "اذا خطب أحدكم المرأة فان استطاع ان ينظر إلى بعض ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل"۔(٧)

امام احمد بن محمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے۔

حدثنا يونس بن محمد ،ثنا عبدالواحد بن زياد،ثنا محمد بن اسحاق عن داؤد بن الحصين ، عن واقد بن عبدالرحمان بن سعد بن معاذ، عن جابر قال :قال رسول ﷺ:"اذا خطب أحدكم المرأةفان استطاع ان ينظر منها ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل"۔(٨)

امام احمد کی مسند میں یہ حدیث دوسری سند کے ساتھ اس طرح وارد ہوئی ہے:

حدثنا يعقوب،ثنا أبی،عن ابن إسحاق ،حدثنی داؤد بن الحصين ، مولی عمر و بن عثمان عن واقد بن عمر و بن سعد بن معاذ ، عن جابر بن عبدالله الانصاری قال: سمعت رسول ﷺ يقول : "إذا خطب أحدكم المرأة فقدر أن يری منها بعض ما يدعو إلى نكاحها فليفعل"۔(٩)

امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے۔

عن يحي بن العلاء، عن داؤد بن الحصين، عن واقد بن عمر بن سعد بن معاذ، عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول ﷺ: ”لا جناح على أحد كم إذا اراد أن يخطب المرأة أن يغترها فينظر اليها فان رضى نكح، وإن سخط ترك“۔(۱۰)

اس حدیث کے مختلف اسانید اور متون کو جمع کرنے کے بعد اس کے جو جو پہلو ہمارے سامنے آئے۔ ذیل میں ہم ان کی وضاحت کرتے ہیں۔ تاکہ ہم تخریج کے فوائد سے مزید آگاہ ہو سکیں۔

(۱) تخریج کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اخذ کیا ہے۔ امام حاکم نے اپنی مستدرک میں، امام احمد نے اپنی مسند میں دو (۲) اسناد کے ساتھ اور امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اسے ذکر کیا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مصادر میں یہ حدیث کون کون سے باب کے تحت درج ہوئی ہے۔

(۲) اس حدیث کی سند کو جب ہم نے جانچا۔ تو معلوم ہوا کہ ابن اسحاق نے اپنے شیخ داؤد بن حصین سے ”عن“ کہہ کر روایت اخذ کی ہے۔ ابن اسحاق چونکہ مدلس ہے۔ اور مدلس جب ”عن“ کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ تو علماء حدیث کے ہاں اس کی سند اس وقت تک منقطع سمجھی جاتی ہے۔ جب تک اس میں ”اتصال“ ثابت نہ ہو جائے۔ ابوداؤد، امام حاکم اور امام احمد کے ہاں پہلی سند میں ابن اسحاق نے صیغہ ”عن“ کے ساتھ داؤد بن حصین سے روایت لی ہے۔ لیکن امام احمد کے ہاں پہلی سند میں ابن اسحٰق نے ”حدثنی داؤد“ کہہ کر روایت بیان کی ہے اس طرح امام احمد کی دوسری سند کے ذریعے ابن اسحٰق کی تدلیس کی بنا پر انقطاع کا احتمال ختم ہو گیا اور سند میں اتصال ثابت ہو گیا۔

(۳) سنن ابوداؤد اور مسند احمد کی پہلی سند میں جابر بن عبداللہؓ سے واقد بن عبدالرحمان بن سعد بن معاذ نے روایت اخذ کی ہے۔ امام ابن القطان نے ”واقد“ کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار

دیا اور کہا کہ یہاں ''واقد بن عمرو'' ہونا چاہیے۔ اس کے اس طبقہ میں ''واقد بن عمرو'' کو شہرت حاصل ہے۔ ہم نے جب دیگر اسانید کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مستدرک حاکم اور مسند احمد کی دوسری سند میں ''واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ'' کا نام آیا ہے۔ اسی طرح امام عبدالرزاق نے جس سند کے ساتھ اس حدیث کو اخذ کیا ہے۔ اس میں بھی ''واقد بن عمرو بن جابر'' آیا ہے۔ تخریج کے ذریعے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ ابن القطان نے ''واقد بن عبدالرحمان'' کی وجہ سے جس علت کی نشاندہی کی تھی اس کا ازالہ دیگر اسانید میں ''واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ'' کا نام آنے کی وجہ سے ہو گیا اور حدیث معلول نہ رہی۔

(۴) امام احمد کی مسند میں یہ حدیث جس دوسری سند سے آئی ہے اس میں داؤد بن حصین کے بارے میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ داؤد عمرو بن عثمان کے مولیٰ تھے۔

(۵) مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث جس متن کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ اس میں دیگر متون کے مقابلہ میں تفصیل آئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ خاتون کو اس حال میں دیکھا جائے کہ اسے معلوم نہ ہو۔ اس لیے کہ دیکھنے کہ بعد اگر اسے پسند نہ کیا گیا تو اسے دلی دکھ ہو سکتا ہے۔

(۶) بعض متون میں تعیم ہے۔ مثلاً: "ینظر إلی یدعوہ" اور بعض میں تخصیص ہے مثلاً: "ینظر إلی بعض ما یدعوہ"

(۷) طبقہ صحابہ میں اس حدیث کے راوی حضرت جابرؓ ہیں۔ حضرت جابرؓ سے اسے واقد بن عمرو نے روایت کیا اور واقد سے داؤد بن الحصین نے۔ داؤد کے بعد اس کی سند میں پھیلاؤ شروع ہو جاتا ہے۔ اور سند کئی طرق میں پھیل جاتی ہے۔

حدیث کی تخریج اگر توجہ، انہماک اور محنت سے کی جائے۔ تو بہت سارے مخفی گوشے واضح ہو جاتے ہیں۔ اور طالب علم کو اس کی سند اور متن کے لحاظ سے پوری طرح اطمینان ہو جاتا ہے۔ حدیث کی جتنی زیادہ اسانید جمع ہوں گی اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا۔ اس لیے تخریج کرتے وقت کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ مصادر اور مآخذ سے استفادہ ہو۔ یہ بات درست ہے کہ تخریج

ایک دقیق اور مشکل فن ہے۔لیکن جب اس فن کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔تو پھر یہ بہت دلچسپ، وقیع، مفید اور آسان معلوم ہوتا ہے۔اب ہم اس ضمن میں چند بنیادی نکات پیش کریں گے۔

تخریج کے ضمن میں چند بنیادی نکات:

تخریج متن حدیث:

اگر آپ حدیث کے متن کی تخریج کر رہے ہوں تو اس صورت میں آپ کو مندرجہ ذیل پہلوؤں کی وضاحت کرنا ہوگی۔

مآخذ کی نشاندہی:

آپ کو بتانا ہوگا کہ حدیث کن کن مآخذ میں وارد ہوئی ہے۔اس کے لیے علماء حدیث کے ہاں جو طریقہ رائج ہے۔وہ یہ ہے: مثلاً اگر صحیح بخاری میں زیر نظر روایت کتاب الصلاۃ میں آئی ہو۔تو آپ کہیں گے: ''أخرجه البخاری فی كتاب الصلاة'' اس کے بعد جس باب کے تحت روایت آئی ہو اس کا عنوان لکھیں گے: ''فی باب كذا''۔پھر صفحہ کا نمبر دیں گے۔اگر حدیث کا نمبر موجود ہو تو وہ نمبر بتائیں گے کتاب جہاں سے چھپی ہے اس مطبع کی نشاندہی کریں گے۔جس سال کتاب چھپی ہے اس سال کے بارے میں بتائیں گے۔اور کتاب کا ایڈیشن بھی بتائیں گے۔سب کچھ کرنے کے بعد آپ اس حدیث کے بارے میں علماء حدیث کی آراء بتائیں گے۔اور باعتبار صحت حدیث کی جو حیثیت ہو اس کی نشاندہی کریں گے۔حدیث کی سند میں انقطاع، اتصال، ارسال وغیرہ ہو تو اس کا بھی ذکر کریں گے۔تخریج کرتے وقت آپ جتنی محنت کریں گے اور جتنی معلومات جمع کریں گے اتنا ہی آپ کا کام زیادہ وقیع شمار ہوگا۔

جب آپ ''مطلق متن'' کی تخریج کر رہے ہوں تو اس صورت میں آپ صرف ''متن'' کو مدنظر رکھیں گے۔اور جب ''متن'' آپ کے سامنے آئے تو آپ اس کے بارے میں کہیں گے:

''هذاالحديث رواه الائمة عن فلان وفلان من الصحابة عن انس و جابر'' مثلاً۔یعنی

اس حدیث کو ائمہ حدیث میں فلاں فلاں ائمہ نے اپنے ہاں نقل کیا ہے۔اور جس جس صحابی سے منقول ہو اس کا نام دیں گے۔مثلاً اگر حدیث حضرت انسؓ سے منقول ہو تو آپ ان کا حوالہ دیں گے۔اگر حضرت جابرؓ سے منقول ہو تو ان کا حوالہ دیں گے۔حدیث کی مختلف اسناد بیان کرنے کے بعد آپ متعلقہ کتاب کے باب، صفحہ اور حدیث کے نمبر کی نشاندہی کریں گے۔

اگر آپ کو کسی خاص صحابی سے منقول ''متن'' کی تخریج کرنی ہو۔تو اس صورت میں ضروری ہے کہ آپ اس حدیث کو تلاش کریں۔جو اس خاص صحابی سے مروی ہو۔مثلاً اگر آپ کو حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی کسی متن کی تخریج کرنی ہو تو آپ اس خاص حدیث کو تلاش کریں گے۔اس متن سے ملتی جلتی حدیث اگر حضرت عمر بن الخطاب کے علاوہ کسی اور صحابی سے منقول ہو۔تو آپ اس کو بھی درج کریں لیکن یہ مطلوب متن نہیں کہلائے گا بلکہ اس کے شاہد کے طور پر شمار ہوگا۔مطلوبہ حدیث مل جانے کے بعد آپ اس کی پوری سند بیان کریں گے۔کتاب کا نام بتائیں گے۔باب، صفحہ اور حدیث کا نمبر بتائیں گے۔اور پھر کہیں گے:''لہ شاھد عن فلان و فلان من الصحابہ''

علماء حدیث تخریج کرتے وقت متون میں الفاظ کے اختلاف کو اہمیت نہیں دیتے۔دارومدار حدیث کے مفہوم پر رکھتے ہیں۔جب آپ کو حدیث کا بنیادی راوی اور متن کا پورا مفہوم مل جائے تو آپ سمجھ لیں کہ مطلوبہ حدیث آپ کو مل گئی ہے۔الفاظ میں اگر تھوڑا بہت اختلاف ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس طرح اگر متن میں کمی بیشی ہو۔تو بھی کوئی حرج نہیں۔آپ اتنے حصے کو لے سکتے ہیں جو آپ کو مطلوب ہے۔

امام زیلعی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''وظیفة المحدث ان یبحث عن اصل الحدیث فینظر من خرجه' ولا یضره تغیّر بعض الفاظه' ولا الزیادة فیه اوالنقص''(۱۱)

محدث کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حدیث کے متن کو دیکھے اور یہ بتائے کہ اس کی

روایت کس نے کی ہے۔ الفاظ میں تغیر اور کمی بیشی کی چنداں اہمیت نہیں۔

امام سخاوی کہتے ہیں:

''ثم ان اصحاب المستخرجات غير متفر دين بصنيعهم ،بل اكثر المخرجين للمشيخات والمعاجم' و كذا الأبواب يوردون الحديث بأسانيدهم' ثم يصرحون بعد انتهاء سياقه غالبا بعز وه إلى البخاری او مسلم او اليهما معا' مع إختلاف االألفاظ و غيرها يريدون أصله'' (۱۲)

وہ علماء جنھوں نے ''مستخرجات'' مرتب کی ہیں۔ اور روایات اخذ کرنے میں متون کے صرف مفہوم کو مدنظر رکھا ہے یہ صرف ان کا اصول نہیں۔ بلکہ ان تمام علماء کا اصول ہے جنھوں نے ''مشیخات''، ''معاجم'' اور ''ابواب'' کی روایات کی تخریج کی ہے۔ یہ حضرات حدیث کی مختلف اسانید کو جمع کر لینے کے بعد اسے پوری صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اور پھر اسے امام بخاری یا امام مسلم یا ان دونوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ متون کے الفاظ میں اختلاف موجود ہوتا ہے۔ ایسا کرتے وقت ان کے پیش نظر حدیث کا بنیادی مفہوم ہوتا ہے۔ ظاہری الفاظ نہیں ہوتے۔

حافظ عراقی اپنی کتاب ''المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخريج ما فی الاحياء من الأخبار'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''وحيث عزوت الحديث لمن خرجه من الائمة فلاأريد بذلك اللفظ بعينه، بل قد يكون بلفظه وقد يكون بمعناه أوباختلاف على قاعدة المستخرجات''۔(۱۳)

جہاں میں نے حدیث کو ائمہ حدیث میں سے کسی کی طرف منسوب کیا ہے تو ایسا کرتے وقت میں نے محض حدیث کے ہو بہو الفاظ کو مدنظر نہیں رکھا ہے۔ بلکہ حدیث کے بنیادی مفہوم کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ یہ وہی اصول ہے جو مستخرجات کی ترتیب میں علماء کے ہاں رائج اور متداول ہے۔

فن تخریج سے مناسبت پیدا کرنے اور اس کی بنیاد پر کام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ حدیث کے بنیادی مصادر اور مآخذ سے پوری طرح واقف ہوں۔ ان مآخذ کے مناہج کے بارے میں آپ جانتے ہوں۔ ان کے مشتملات اور فہارس آپ کے پاس ہوں۔ اس کے علاوہ بہتر ہوگا کہ آپ ان مآخذ کے مقدمات کا بالاستیعاب مطالعہ کریں۔ ان مقدمات میں مؤلفین، مرتبین اور محققین نے جو معلومات دی ہیں ان کو اچھی طرح سمجھیں اور ذہن میں رکھیں۔ ''مقدمہ'' کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے بشرطیکہ سوچ سمجھ کر پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ اس کو پڑھا جائے۔

فن تخریج کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے بہت مفید ہوگا اگر آپ اس فن کے کسی استاد کے ساتھ رابطہ رکھیں۔ اور ان کی ہدایات اور رہنمائی کے مطابق چند روایات لے کر ان کی تخریج کر لیں۔

آپ خود تخریج کریں گے تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ لائبریری کے ساتھ آپ کی مناسبت پیدا ہو جائے گی۔ آپ مطلوبہ روایت تلاش کریں گے۔ تو کئی دوسری روایات بھی پڑھ لیں گے۔ آپ مطلوبہ روایت تلاش کریں گے۔ تو کئی دوسرے ابواب بھی دیکھ لیں گے۔ آپ مطلوبہ حدیث کی اسانید جمع کریں گے اور ان کے رواۃ پر بحث کریں گے تو علم رجال کی کئی کتابیں آپ کے سامنے آ جائیں گی۔ حدیث کے مشکل الفاظ تلاش کریں گے تو ''غریب الحدیث'' کے مآخذ دیکھ لیں گے۔ غرض یہ کہ چند روایات کی تخریج کی وجہ سے کئی مآخذ اور مراجع تک آپ کی براہ راست رسائی ہو جائے گی۔ تخریج کرتے وقت عام طور پر دو چیزیں مدنظر رہتی ہیں۔ ایک حدیث کے اسناد اور دوسرے حدیث کے متون۔ لیکن تخریج کے دوران جن چند پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ متن حدیث (مآخذ کی نشاندہی)۔

۲۔ رجال اسناد (ہر ایک راوی کی حیثیت)۔

۳۔ مشکل الفاظ کی وضاحت (حسب ضرورت)۔

۴۔ تاریخی واقعات کی تفصیل (حسب ضرورت)۔

۵۔علاقوں اور شہروں کا تعارف (حسبِ ضرورت)۔

۶۔مؤلفات کا تعارف۔

اس ترتیب کے مطابق جب آپ کسی متن کی تحقیق وتخریج کریں گے تو آپ کا کام وزنی، وقیع اور مفید شمار ہوگا۔اس کی بنیاد پر دوسرے طلبہ اور محققین کام کرسکیں گے اور اسے اپنا مرجع بناسکیں گے۔

محققین کے ہاں تخریج کے کئی طریقے رائج ہیں۔یہاں ہم سہولت کے پیشِ نظر چند ایسے طریقے پیش کرتے ہیں جو آسان اور قابل استعمال ہیں جنھیں پیشِ نظر رکھ کر کسی حدیث کی مختلف اسانید اور متون تک بآسانی رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

تخریج بذریعہ مطلع حدیث:

مطلع حدیث سے مراد متن حدیث کا پہلا حرف ہے۔جن حضرات نے مطلع حدیث کی بنیاد پر روایات کو جمع کیا ہے۔انھوں نے پہلے حرف کو مدنظر رکھا ہے۔مثلاً جن متون کی ابتدا میں ''اَلف'' ہے۔ان کو پہلے جمع کیا ہے۔جن کی ابتدا ''باء'' سے ہوتی ہے ان کو اس کے بعد رکھا ہے۔ پھر ''تا'' والی روایات جمع کی ہیں اور اس طرح ''ی'' تک حروف کی ترتیب کے ساتھ احادیث جمع کی ہیں۔

جب آپ اس قسم کے مصادرِ تخریج سے استفادہ کرنا چاہیں تو ضروری ہے کہ آپ کو مطلوب متن کا مطلع (پہلا حصہ) یاد ہو۔اگر آپ کو حدیث کا مطلع پوری صحت کے ساتھ یاد نہ ہو تو پھر اس طریقہ کے مطابق تخریج کرنے میں وقت محسوس ہوگی۔اس طریقے کے مطابق آپ متن کے ابتدائی حروف کو پیشِ نظر رکھیں گے۔مثلاً:

''من غشنا فلیس منا'' کی جب آپ تخریج کریں گے تو آپ اسے ''باب المیم'' اور ''میم مع النون'' کے تحت دیکھیں گے۔تخریج کے سلسلے میں یہ طریقہ بہت عمدہ اور سہل ہے بشرط

یہ کہ مطلع آپ کو یاد ہو۔

مطلع حدیث کی اہم کتب:

ابتدائی حروف کی بنیاد پر جن مصادر میں روایات جمع کی گئی ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند بنیادی اور معروف ومشہور مآخذ کا اجمال کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ مناسب ہوگا کہ آپ ان مآخذ کو لے کر خود ان کا باالالتزام مطالعہ کریں اور ان کے منہج کو ذہن میں رکھ کر ان کی روایات کی ترتیب کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔

(1) الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر:

امام جلال الدین عبداللہ بن ابو بکر السیوطی کی تالیف ہے۔امام سیوطی نے ''جمع الجوامع'' کے نام سے کتاب مرتب کی جسے ''الجامع الکبیر'' بھی کہتے ہیں۔ بعد میں جمع الجوامع سے روایات کا انتخاب کیا اور کچھ مزید روایات کا اضافہ بھی کیا۔ اس انتخاب کا نام ''الجامع الصغیر'' رکھا۔ الجامع الصغیر میں امام سیوطی نے حروف ہجا کی ترتیب سے روایات جمع کی ہیں۔ تاکہ حدیث کے متن تک رسائی میں آسانی ہو۔ اس کتاب سے استفادہ کرتے وقت آپ مندرجہ ذیل نکات ذہن میں رکھیں۔

(i) امام سیوطی نے ''ن'' سے شروع ہونے والے متون کے بعد ''مناھی'' کے تحت پوری ترتیب کے ساتھ رویات جمع کی ہیں۔ یہ احادیث 9328 سے 9576 تک تقریباً اڑھائی سو بنتی ہیں۔ جب آپ نے ''مناہی'' کی روایات تلاش کرنی ہوں تو اس نکتے کو پیش نظر رکھیں۔

(ii) امام سیوطی نے ''حرف واؤ'' کے بعد حرف ''لا'' سے شروع ہونے والے متون کو جمع کیا ہے۔ اس لیے جب آپ کو ''لا'' سے شروع ہونے والی روایت کی تلاش ہو تو اسے ''و'' کے بعد دیکھیں۔

(iii) امام سیوطی نے ''انما الاعمال بالنیات'' کی روایت بالکل آغاز میں رکھی ہے۔ اس

حدیث سے ائمہ حدیث تبرکاً اپنی کتابوں کا آغاز کرتے ہیں۔

(iv) امام سیوطی نے ہر ایک حدیث کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کا مصدر کیا ہے اور کون سے محدث نے اسے نقل کیا ہے۔

(v) ہر حدیث کے آخری راوی یعنی صحابی کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر روایت مرسل ہو تو ارسال کرنے والے تابعی کی نشاندہی کی ہے۔

(vi) ہر حدیث کا درجہء استناد بتایا ہے۔ مثلاً یہ روایت صحیح ہے، حسن ہے، ضعیف ہے وغیرہ۔

(2) الفتح الكبير فى ضمّ الزيادة إلى الجامع الصغير :

امام سیوطی نے جامع صغیر کی تالیف کے بعد اس پر ذیلی کام کیا آپ چاہتے تھے کہ ''جامع صغیر'' کے نام سے ایک مستقل مجموعہ تیار کریں۔ لیکن بعد میں ''جامع کبیر'' کی قولی روایات کے ساتھ دیگر مصادر سے منتخب 14,440 احادیث جمع کر کے آپ نے اس تالیف کا نام 'الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر'' رکھا۔ اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں آپ نے اسی منہج کو پیشِ نظر رکھا جو جامع صغیر کا ہے۔ آپ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> هذا ذيل على كتابى المسمّى بالجامع الصغير من حديث البشير النذير ''سميته'' زيادة الجامع رموزه كرموزه، والترتيب كالترتيب۔

شروع میں ''جامع صغیر'' مستقل کتاب تھی اور ''زیادۃ الجامع'' الگ کتاب تھی۔ شیخ یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی (م۔۱۹۳۲) نے ان دونوں کو یکجا کر دیا۔ آپ نے جامع صغیر اور زیادۃ الجامع کی روایات کو حسبِ ضرورت حروف ہجا کی ترتیب کے مطابق مدون کر دیا۔ اور اس طرح دونوں مجموعوں کی روایات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا۔ اس کتاب کا نام آپ نے ''الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر'' رکھا۔ شیخ النبہانی نے ''الفتح الکبیر'' کے نام سے جو کام کیا یہ بہت

مفید اور عمدہ ہے۔ البتہ آپ نے روایات کی تصحیح وتحسین اور تضعیف کے رموز کو حذف کیا۔ جس کے سبب اس پہلو سے کتاب میں کمی محسوس ہوتی ہے۔

(3) ''جمع الجوامع'' یا ''الجامع الکبیر'':

امام جلال الدین سیوطی نے ''جمع الجوامع'' کے نام سے ایک ایسی کتاب ترتیب دینا شروع کی۔ جس میں حدیث کے بنیادی مصادر اور اصول میں وارد شدہ روایات کو آپ نے پیش نظر رکھا۔

مؤلف نے احادیث کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

(۱) احادیث قولیہ (۲) احادیث فعلیہ

احادیث قولیہ کو آپ نے حروف کی ترتیب کے مطابق جمع کیا۔ اور احادیث فعلیہ میں صحابہ کرامؓ کی ترتیب کو مدنظر رکھا۔ مثلاً پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی جملہ فعلی احادیث جمع کیں۔ پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زید، طلحہؓ بن عبیداللہ، زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمانؓ بن عوف اور ابوعبیدہؓ بن الجراح سے مروی احادیث نقل کیں۔

مؤلف نے جن جن مصادر سے روایات لی ہیں ان کی نشاندہی رموز کے ذریعہ کی ہے۔ مثلاً (خ) صحیح بخاری کے لیے، (م) صحیح مسلم کے لیے، (حب) صحیح ابن حبان کے لیے، (ک) مستدرک امام حاکم کے لیے، (ض) مختارہ ضیاء الدین المقدسی کے لیے، (د) سنن ابوداؤد کے لیے، (ت) جامع ترمذی کے لیے، (ن) سنن نسائی کے لیے، (ہ) سنن ابن ماجہ کے لیے، (ط) مسند ابوداؤد طیالسی کے لیے، (حم) مسند امام احمد، (عب) مصنف عبدالرزاق کے لیے، (ش) مصنف ابن ابی شیبہ کے لیے، (طب) معجم طبرانی الکبیر کے لیے، (طس) معجم طبرانی الاوسط کے لیے، (طص) معجم طبرانی الصغیر کے لیے، (قط) سنن دارقطنی کے لیے، (ق) سنن بیہقی کے لیے، (عق) الضعفاء للعقیلی کے لیے، (عد) الکامل لابن عدی کے لیے وغیرہ وغیرہ۔

مؤلف نے ہرایک روایت کا استنادی درجہ بھی بتایا ہے۔اور بعض مقامات پر عمدہ اور تفصیلی گفتگو بھی کی ہے جس کی وجہ سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

امام سیوطی اپنی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''هذا كتاب شريف حافل ،ولباب منيف رافل ،بجميع الاحاديث الشريفة النبوية كافل ،قصدت فيه إلى استيفاء الأحاديث النبوية' وارصدته مفتا حا لأبواب المسانيد العلية''

یہ ایک بہت اہم اور وقیع کتاب ہے اور اس فن کے اہم مصادر کا لب لباب ہے۔اس میں احادیث کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ جتنی احادیث ہوسکتی ہیں وہ اس میں شامل ہوں۔ یہ دراصل اسناد اور متون تک رسائی کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

اس کتاب کی بنیاد پر جب آپ تخریج کرنا چاہیں۔تو پہلے یہ دیکھیں کہ جو حدیث آپ کے پاس ہے آیا وہ قولی ہے یا فعلی ہے۔اگر حدیث قولی ہے۔تو احادیث قولیہ کے تحت اس کو تلاش کریں۔ بڑی سہولت کے ساتھ آپ کو مل جائے گی۔اگر حدیث کا تعلق فعل سے ہے۔تو آپ کو اس کے آخری راوی (صحابی) کا نام معلوم ہونا چاہیے۔اس لیے کہ احادیث فعلیہ کو مؤلف نے صحابہ کرام کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔

(4) الجامع الازهر من حديث النبّي الانور:

اس کتاب کے مؤلف حافظ عبدالرؤوف بن تارج الدین علی بن الحدادی المناوی (۹۵۲ھ) ہیں۔حافظ مناوی نے امام جلال الدین سیوطی کی ''جمع الجوامع'' کو بنیاد بنا کر روایات جمع کی ہیں۔اور ان روایات کو ''جمع الجوامع'' میں شامل کر دیا ہے۔امام سیوطی نے جمع الجوامع کی تالیف کے ضمن میں بتایا ہے کہ مصادر حدیث کی اکثر روایات ان کی کتاب میں آ گئی ہیں۔لیکن حافظ مناوی کے بقول امام سیوطی کا یہ کہنا درست نہیں۔ بہت ساری روایات ایسی ہیں جو حافظ سیوطی سے رہ گئی ہیں۔چونکہ ''جمع الجوامع'' کے بارے میں عام تاثر یہ تھا کہ اصول کی جملہ

روایات اس کتاب میں موجود ہیں اس لیے جب تخریج کے دوران کسی طالب علم کو اس میں مطلوب روایت نہ ملتی تو وہ سمجھتا کہ وہ روایت بے اصل ہے۔ حافظ مناوی کہتے ہیں کہ اس عام تاثر اور طلبہء حدیث کی دقت کو مدنظر رکھ کر مجھے اس کتاب پر مزید کام کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے میں نے وہ روایات جو حافظ سیوطی سے رہ گئی تھیں انھیں جمع کیا اور انھیں اس کتاب میں شامل کیا۔ حافظ مناوی اس ضمن میں کہتے ہیں:

ما كان من المزيد فبا المداد الاحمر ،أواجعل عليه مدة حمراء۔

جامع کبیر کی روایات سیاہ روشنائی سے لکھوں گا اور اضافی روایات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کروں گا یا ان کے اوپر سرخ لکیر کھینچوں گا۔ تا کہ پڑھنے والے کو اندازہ ہو سکے۔ کہ جمع الجوامع کی روایات کون سی ہیں اور زیادات کون سی ہیں۔

اس کتاب سے استفادہ کا طریقہ وہی ہے جو جمع الجوامع کا ہے۔ رموز بھی وہی استعمال کئے گئے ہیں جو جمع الجوامع میں استعمال ہوئے ہیں۔

اس منہج کے مطابق کئی کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ ذیل میں چند کے نام دیئے جا رہے ہیں۔ تا کہ جو طلبہ ان سے استفادہ کرنا چاہیں۔ وہ ان کی طرف مراجعت کر سکیں۔

كنوز الحقائق فى حديث خير الخلائق:

اس کتاب کے مؤلف شیخ عبدالرؤف المناوی ہیں۔ تقریباً دس ہزار روایات پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے ہر حدیث کا مخرج بتایا ہے۔ کتاب کے آغاز میں رموز کے استعمال کا طریقہ بتایا ہے۔ یہ کتاب مطبع عثمانیہ سے مستقلاً چھپی ہے اور ''الجامع الصغير'' کے حاشیہ پر بھی طبع ہوئی ہے۔

المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة:

حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمان السخاوی (م۹۰۲ھ) کی تالیف ہے۔اس کتاب میں مؤلف نے ان روایات کو جمع کیا ہے۔جو زبان زد خاص وعام ہیں۔امام سخاوی نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ ان روایات کی تخریج کی ہے۔اور جو روایات حدیث کے زمرہ میں آتی ہیں اُن کو الگ کیا ہے۔اور جو روایات حدیث کے زمرہ میں نہیں آتیں ان کو الگ کر دیا ہے۔یہ کتاب مکتبۃ الخانجی مصر کی طرف سے 1956ء میں چھپ گئی ہے۔طباعت عمدہ ہے۔

تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنة الناس من الحدیث:

امام عبدالرحمان بن علی کی تالیف ہے۔مؤلف نے اپنے شیخ حافظ سخاوی کی کتاب ''المقاصد الحسنۃ'' کی تلخیص کی ہے۔کتاب مکتبۃ صبیح القاہرہ سے چھپ گئی ہے۔

أسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب:

محمد بن درویش الحوت الشامی (م: ۱۲۷۷ھ) کی تالیف ہے۔مؤلف نے ''المقاصد الحسنہ'' کا اختصار کیا ہے اور عبدالرؤوف مناوی کی شرح جامع صغیر سے بھی استفادہ کیا ہے۔یہ کتاب کمال یوسف الحوت کی تحقیق کے ساتھ ''الاحادیث المشکلہ فی الرتبۃ'' کے نام سے چھپ گئی ہے۔

البغیة فی ترتیب احادیث الحلیة:

سید عبدالعزیز الغماری کی تالیف ہے۔مؤلف نے ابونعیم اصفہانی کی کتاب حلیۃ الاولیاء کی روایات کی تخریج کی ہے۔حلیہ میں جو روایات اخذ کی گئی ہیں۔مؤلف نے انھیں دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔قولی روایات کو حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے۔اس کا منہج وہی ہے جو حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں اپنایا ہے۔کتاب مصر اور بیروت سے چھپ گئی ہے۔

فهرس معجم الطبرانی الصغیر:

عبدالوزیر بن محمد السد حان کی تالیف ہے۔مؤلف نے معجم الطبرانی الصغیر کی روایات کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔یہ کتاب دارالنصر القاہرہ، مکتبہ السلفیہ مدینہ منورہ اور دارالیقین ریاض سے کئی بار چھپ چکی ہے۔

إیقاف الأخبار علی أحادیث مشکل الاثار:

شیخ نبیل بن منصور البصارۃ کی تالیف ہے۔مؤلف نے امام ابوجعفر طحاوی کی کتاب مشکل الأثار کی روایات کوحروف تہجی کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔یہ کتاب دائرۃ المعارف النظامیہ ہند سے چھپی ہے۔

تخریج بذریعۂ الفاظ حدیث:

تخریج کے دوسرے طریقہ کی بنیاد ''لفظ حدیث'' پر رکھی گئی ہے۔عام طور پر اس منہج کے مطابق جن مؤلفین نے روایات جمع کی ہیں۔انھوں نے ایسے الفاظ کو مدنظر رکھا ہے۔جن کے ذریعے بآسانی حدیث کے متن تک رسائی ہو سکے۔اس اسلوب کے تحت تخریج کرتے وقت آپ کے سامنے متن حدیث کا کوئی لفظ ہونا چاہیے۔اگر متن میں کوئی مشکل لفظ استعمال ہوا ہو۔تو آپ اس کو بنیاد بنا کر حدیث تلاش کریں۔اس اسلوب میں چونکہ حروف کو مدنظر نہیں رکھا جاتا اس لیے حروف کے تحت متن کی تلاش کا کوئی فائدہ نہیں۔یہ طریقہ پہلے طریقے کے مقابلے میں زیادہ آسان اور مفید ہے۔آپ چند روایات کو لے کر اس منہج کے مطابق ان کی تخریج کریں گے تو آپ کا ذہن کھل جائے گا اور مناسبت پیدا ہو جائے گی۔ذیل میں اس طریقہ کے مطابق جو کتابیں تیار کی گئی ہیں ان کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے۔

(۱)المعجم الفهرس الألفاظ الحديث النبوی ﷺ:

اس تالیف کی ابتدا لیدن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ونسک نے کی۔بعد میں کئی اور اساتذہ نے ان کا ساتھ دیا۔اوراس طرح یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔اس کتاب میں مندرجہ ذیل نو مصادر حدیث کے الفاظ کو بنیاد بنا کر روایات کو مدون کیا گیا ہے۔

(i) صحیح بخاری (ii) صحیح مسلم (iii) سنن ترمذی

(iv) سنن ابوداؤد (v) سنن نسائی (vi) سنن ابن ماجہ

(vii) سنن دارمی (viii) مؤطاامام مالک (xi) مسند امام احمد

طریقہء تخریج:

جب آپ اس طریقہ کے مطابق کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں۔تو متن میں سے کوئی ایک لفظ منتخب کر لیں۔اگر متن میں کوئی مشکل لفظ استعمال ہوا ہو یا کوئی اصطلاح استعمال ہوئی ہو۔تو آپ اسی کو بنیاد بنالیں۔اس لفظ کے پہلے حرف کو ترتیب کے مطابق دیکھ لیں۔آپ کو حدیث مل جائے گی۔

مثال کے طور پر:

آپ ''لایؤ من أحد کم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ'' کی تخریج کرنا چاہیں۔تو آپ اس میں سے لفظ ''یحب'' لے لیں۔اسے ''حاءمع الباء'' میں تلاش کریں۔تو حدیث آپ کو ج ۱۔ص ۴۰۷ پر مل جائے گی۔

رموز:

کتاب میں جن جن مصادر کی روایات لی گئی ہیں ان کے رموز ابتدا میں دیئے گئے ہیں۔آپ ان کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں اوران رموز کو زبانی یاد کرلیں۔

(۲)فهرس صحیح مسلم:

شیخ محمد فواد الباقی کی تالیف ہے۔شیخ نے صحیح مسلم کی فہارس کے ضمن میں چھٹی فہرست ''معجم المفہرس'' کے منہج کے مطابق ترتیب دی ہے۔اس فہرس میں آپ نے متون کے الفاظ وکلمات کو بنیاد بنا کر روایات کو جمع کیا ہے۔

طریقہ تخریج:

جب آپ اس فہرس کی بنیاد پر کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں۔تو اس حدیث کے متن میں سے کوئی لفظ منتخب کر لیں۔پھر اس کے پہلے حرف کو مدنظر رکھ کر ترتیب کے مطابق اس کو تلاش کر لیں۔حدیث آپ کو مل جائے گی۔مثلاً

''لا یدخل الجنۃ قتات''۔جب آپ اس حدیث کی تخریج کرنا چاہیں۔تو اس میں ''قتات'' کا لفظ لے لیں۔اور ''قاف مع التاء'' کے تحت اس کو تلاش کر لیں۔روایت آپ کو مل جائے گی۔اسی طرح ''الطھور شطر الایمان'' میں سے آپ ''الطھور'' کو لے لیں۔اور ''طھر'' کے نیچے اسی طرح تلاش کر لیں۔حدیث آپ کو مل جائے گی۔

(۳) فہرس سنن ابی داؤد:

شیخ مصطفیٰ بن علی محمد بن مصطفیٰ البیومی کی تالیف ہے۔مؤلف نے شیخ محمود خطاب السبکی کی شرح سنن ابوداؤد ''المنھل العذب المورود'' پر کام کیا اور اس کی فہرست تیار کی۔یہی ''فہرس'' کا نام آپ نے ''مفتاح المنھل العذب المورود'' رکھا۔شیخ ابن البیومی کا کام اس حوالہ سے بہت وزنی ہے۔کہ آپ نے ''المعجم المفہرس'' سے پہلے سنن ابوداؤد کی فہرس تیار کی۔جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر ونسنک سے پہلے اس نوعیت کا کام نہیں ہوا تھا یہ ان کی لاعلمی ہے۔شیخ ابن البیومی نے سنن ابوداؤد کی جو فہرس تیار کی ہے۔وہ ڈاکٹر ونسنک اور ان کی ٹیم کی فہارس کے مقابلے میں زیادہ مفید اور وقیع ہے۔یوں لگتا ہے کہ متاخرین نے شیخ ابن البیومی کے کام سے متاثر ہو کر مصادر حدیث کی فہارس تیار

کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ بہرحال شیخ نے جو کام کیا ہے وہ سنن ابو داؤد کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے بہت اہم اور بنیادی کام ہے۔

طریقۂ تخریج:

شیخ ابن البیومی کی ''فہرس سنن ابو داؤد'' کی بنیاد پر تخریج کا طریقہ وہی ہے۔ جو ''المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث'' کا ہے۔ آپ جس حدیث کی تخریج کرنا چاہیں اس میں سے ایک نمایاں کلمہ منتخب کرلیں۔ اور اسے حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق تلاش کرلیں۔ حدیث آپ کو مل جائے گی۔ شیخ ابن البیومی نے جب فہارس کا کام مکمل کرلیا۔ تو اسے شیخ امین خطاب کے حوالے کر دیا۔ شیخ امین خطاب نے اسے بہت پسند کیا۔ اور اعلی طباعت کا انتظام کیا۔

تخریج بذریعۂ راوی:

تخریج کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ سند میں آخری راوی یعنی صحابی کو دیکھا جائے۔ اگر سند میں ارسال ہو تو تابعی کو دیکھا جائے۔ جن مؤلفین نے اس منہج کے تحت روایات جمع کی ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام کی ترتیب کو پیش نظر رکھا ہے۔ ہر ایک صحابی سے جتنی روایات منقول ہیں متعلقہ صحابی کے عنوان کے تحت جمع کرلیا ہے۔ مثلاً ابو بکر صدیقؓ سے جتنی احادیث منقول ہیں۔ انھیں ابو بکر صدیقؓ کے عنوان کے تحت، عمر فاروقؓ سے مروی احادیث کو ان کے نام کے تحت، حضرت عثمان بن عفانؓ کی مرویات کو ان کے عنوان کے تحت اور حضرت علیؓ سے منقول روایات کو ان کے نام کے ذیل میں درج کیا ہے۔ اس منہج کے تحت جب آپ کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں تو ضروری ہے کہ آپ کو آخری راوی یعنی صحابی یا ارسال کی صورت میں تابعی کا نام معلوم ہو۔ اس اسلوب کے مطابق جو کتابیں مرتب کی گئی ہیں وہ اس لحاظ سے بہت عمدہ اور مفید ہیں کہ ان کے ذریعے مطلوبہ حدیث کی اسناد اور متن تک بہت آسانی کے ساتھ رسائی ہو جاتی ہے۔ جن جن مصادر میں حدیث وارد ہوتی ہے۔ ان کی تفصیلات بھی مل جاتی ہیں۔ اور ہر ایک حدیث کا درجہ استناد بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس اسلوب کے تحت جو کتابیں مرتب کی گئی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

(i) کتب الأطراف

(ii) کتب المسانید

کتب الأطراف سے مراد حدیث کی وہ کتابیں ہیں جن میں مختلف مصادر حدیث کی روایات صحابہ کرام کی ترتیب کے مطابق جمع کی گئی ہوں۔ اسناد مکمل دی گئی ہوں اور متن کا ایک حصہ دیا گیا ہو۔

اس اسلوب کے مطابق بہت ساری کتابیں مرتب کی گئی ہیں۔ ذیل میں چند معروف ومشہور کتب کا تعارف کیا جاتا ہے۔

(i) تحفة الاشراف بمعرفة الأطراف:

جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن الزکی عبدالرحمان بن یوسف المزی (م ۷۴۲ھ) کی تالیف ہے۔ حافظ مزی سے پہلے مختلف مصادر حدیث کے اطراف پر کام ہو چکا تھا۔ آپ نے ان مصادر کے علاوہ دیگر مآخذ کی روایات کو بھی اس میں شامل کر دیا۔ اور روایات کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا۔

مؤلف نے ان صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے اسماء جمع کیے۔ جن کی مرویات مصادر حدیث میں منقول ہیں یہ تعداد تقریباً 986 ہے۔ ان تابعین کے نام جمع کیے جن کے مرویات مرسل اور مقطوع کی شکل میں مصادر میں موجود ہیں۔ یہ تعداد 405 ہے۔ صحابہ اور تابعین کے ناموں کو حروف کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا۔ ہر صحابی اور تابعی کے نام کے تحت ان تمام روایات کو جمع کیا۔ جو اس سے منقول ہیں۔ ان روایات کی مجموعی تعداد 19,595 بنتی ہے۔

(ii) النکت الظراف علی الأطراف:

حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کی تالیف کے دوران جہاں اور بہت سے مصادر حدیث سے استفادہ کیا۔ وہاں حافظ مزی کی تحفۃ الاشراف کو

بھی مدنظر رکھا۔حافظ مزی کی تحفۃ الاشراف میں جہاں جہاں حافظ ابن حجر کونقص اور سقم کا احساس ہوا۔انہوں نے اس کی نشاندہی کی۔حافظ ابن حجر کی ''النکت الظراف'' اب تحفۃ الاشراف کے حاشیہ پر چھپ گئی ہے۔اس حاشیہ کی وجہ سے تحفۃ الاشراف کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

(iii)ذخائر المواریث فی الدلالة علی مواضع الحدیث:

علامہ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی الدمشقی (م۱۱۰۲ھ) کی تالیف ہے۔مؤلف نے صحیحین،سنن اربعہ اور موطا امام مالک کی روایات کے اطراف پر کام کیا ہے۔

طریقۂ تخریج:

جب آپ ''ذخائر المواریث'' کی مدد سے حدیث کی تخریج کرنا چاہیں تو سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ اس حدیث کا آخری روای صحابی ہے یا تابعی ہے۔اگر حدیث کا آخری راوی صحابی ہے تو صحابہ کرام کی ترتیب کے مطابق اس صحابی کا نام تلاش کریں۔جب آپ کو اس صحابی کا نام مل جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس نام کے ذیل میں اس صحابی سے جتنی روایات منقول ہیں ساری کی ساری ترتیب کے ساتھ جمع ہیں۔یہاں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے۔کہ''اطراف'' میں پورا متن نہیں دیا جاتا۔متن کا ایک طرف ذکر ہوتا ہے۔اس لیے مطلوبہ حدیث کے متن کا ابتدائی ٹکڑا آپ کے پاس ہونا چاہیے۔جب مطلوبہ متن کا ٹکڑا آپ کو مل جائے تو آپ اس کے ساتھ دیئے گئے رموز کا پوری توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں۔حدیث کا مخرج،اس کے شواہد،اسانید اور دیگر تفصیلات آپ رموز کے ذریعہ معلوم کرسکیں گے۔مثلاً

جب آپ حدیث''لا حسد الافی اثنتین ! رجل اتاه الله القرآن فهو يتلوه آناء الليل وآناء النهار،ورجل اتاه الله مالا فهو يُنفقه آناء الليل و آناء النهار''۔

کی تخریج ذخائر المواریث کی مدد سے کریں گے۔تو اس کے راوی چونکہ عبداللہ ابن عمرؓ ہیں۔اس لیے آپ اسے ابن عمرؓ کی مرویات میں تلاش کریں گے۔عبداللہ ابن عمرؓ کی مرویات ج ۲۔ص ۷۶ سے شروع ہوتی ہیں۔آپ اس حدیث کو تلاش کریں گے۔تو ص: ۱۰۴ پر آپ کو یہ حدیث مندرجہ ذیل صورت میں ملے گی۔

٣٨٦٤(حديث): لا حسد الافي اثنتين رجل آتاه الله مالاً۔(خ)

في التوحيد عن علي بن عبدالله ،وفي فضائل القرآن عن ابي اليمان

(م)۔في الصلاة عن أبي شيبة ،وعمر والناقد،وزهير بن حرب وعن حرملة بن يحي

(د) في البر عن ابن عمر ،(ت) في فضائل القرآن عن قتيبة۔

اس عبارت کی بنیاد پر جب آپ تخریج کریں گے۔تو آپ یوں لکھیں گے۔

"اخرجه، البخاري في صحيحه في كتاب التوحيد،وفي كتاب فضائل القرآن، واخرجه مسلم في الصلاة،وأخرجه ،ابو داؤد في البر، واخرجه الترمذي في فضائل القرآن ،كذا في ذخائر۔المواريث ٢۔ص ١٠٤۔حديث رقم ٣٨٦٤

یہ اجمالی تخریج کہلاتی ہے۔اگر آپ تفصیلی تخریج کرنا چاہیں۔تو صحیح بخاری کی کتاب التوحید کا مطالعہ کر کے اس کا حوالہ دے دیں۔صحیح مسلم کی کتاب الصلاۃ میں سے اس حدیث کو لے کر تفصیلی حوالہ دے دیں۔اس طرح دیگر مصادر کا مطالعہ کر کے ہر ایک مآخذ کی تفصیلی نشاندہی کر لیں۔

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت مفید اور وقیع ہے۔لجنۃ النشر والتالیف الازھر کی طرف سے چھپ گئی ہے۔روایات پر نمبر لگے ہیں۔کل روایات 12302 ہیں۔

كتب المسانيد:

رواۃ کی ترتیب کے مطابق حدیث کی جو کتابیں مرتب کی گئی ہیں۔ان میں دوسری قسم کو

اصطلاح میں ''مسانید'' کہا جاتا ہے۔مسند حدیث کی وہ کتاب کہلاتی ہے۔جس میں ہر ایک صحابی کی مرویات الگ الگ جمع کی گئی ہوں۔

مسند کی بنیاد پر تخریج کرتے وقت ضروری ہے کہ آپ کو آخری راوی یعنی صحابی کا نام معلوم ہو۔اس ترتیب کے مطابق جو مجموعے تیار ہوئے ان کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ذیل میں ہم چند معروف ومشہور مسانید کا تعارف کرتے ہیں۔

(iv)مسند الامام احمد بن حنبل :

ابوعبداللہ احمد بن حنبل کی تالیف ہے۔امام احمد نے اپنی مسند میں صحابہ کرامؓ کی ترتیب کے مطابق روایات جمع کی ہیں۔مثلاً سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ کی مرویات، پھر عمر فاروقؓ پھر عثمان بن عفانؓ پھر حضرت علیؓ اور اسی طرح دیگر صحابہ کی مرویات ترتیب کے ساتھ جمع کی ہیں۔

امام احمد نے ساڑھے سات لاکھ روایات سے انتخاب کر کے اپنی مسند کو مدون کیا ہے۔اس مسند میں تقریباً چالیس ہزار روایات جمع کی گئی ہیں۔

طریقۂ تخریج:

جب آپ مسند احمد کی مدد سے کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں۔تو ضروری ہے کہ آپ کو اس حدیث کے آخری راوی یعنی صحابی کا نام معلوم ہو۔جب آپ کے پاس صحابی کا نام موجود ہو۔تو آپ فہرست کی مدد سے اس صحابی کی مسند تلاش کر لیں۔جب اس صحابی کی مسند آپ کو مل جائے۔تو پھر مطلوبہ حدیث کی تلاش شروع کر دیں۔جب آپ کو حدیث مل جائے۔تو آپ مسند امام احمد کے حوالے سے اس کو اپنے پاس نقل کر دیں۔کتاب کی جلد۔صفحہ نمبر اور مطبع بھی اپنے پاس نوٹ کر لیں۔

مثلاً:

جب آپ حدیث: ''أمر بلال أن يشفع الاذان و يوتر الاقامة'' کی تخریج کرنا چاہیں تو اس حدیث کے آخری روای چونکہ حضرت انسؓ ہیں۔اس لیے آپ مسند انس بن مالک کی

طرف رجوع کریں گے۔ مسند احمد میں انس بن مالک کی مسند تیسری جلد میں آئی ہے۔ اس لیے آپ تیسری جلد نکال کر اس میں ان مرویات کا مطالعہ شروع کریں گے جن کے راوی حضرت انسؓ ہیں۔ جب آپ حضرت انسؓ کی مرویات کا مطالعہ کریں گے۔ تو آپ اس حدیث کو ص: ۱۰۴ پر موجود پائیں گے۔ اب آپ اس حدیث کے بارے میں یوں لکھیں گے:

اخرجه، احمد فی مسنده۔ ج ۳۔ ص ۱۰۳

مسند امام احمد کے علاوہ مشہور مسانید درج ذیل ہیں۔

مسند ابویعلی موصلی — مسند ابوداؤد الطیالسی۔

مسند الامام الحمیدی — مسند نعیم بن حماد المروزی۔

مسند ابراہیم بن نصر المطوعی — مسند یحیی بن عبدالحمید الحمانی۔

ان تمام مسانید کی ترتیب وترکیب وہی ہے جو مسند امام احمد کی ہے۔ آپ اگر ان سے استفادہ کرنا چاہیں۔ تو اس طریقہ کو اپنائیں۔ جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔

تخریج باعتبار موضوع:

تخریج کا چوتھا طریقہ باعتبار موضوع کہلاتا ہے۔ اس اسلوب کے مطابق جو کتابیں مرتب کی گئی ہیں۔ ان میں روایات کو موضوع ومضمون کے لحاظ سے جمع کیا گیا ہے۔ اس قسم کی کتابوں کی مدد سے حدیث کی تخریج کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو حدیث کا مضمون ومفہوم معلوم ہو۔

اس اسلوب کے مطابق کئی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔ ذیل میں چند معروف ومشہور کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) کنز العمّال فی سنن الاقوال و الافعال:

شیخ علی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان المتقی (م۔۹۷۵ھ) کی تالیف

ہے۔مؤلف نے حافظ سیوطی کی ''الجامع الکبیر''۔''الجامع الصغیر''۔اور''زیادۃ الجامع'' کی روایات کو یکجا کر دیا ہے۔اس طرح ان روایات کی تعداد چھیالیس ہزار بن جاتی ہے۔حافظ جلال الدین السیوطی نے روایات کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔جب کہ شیخ متقی نے ان روایات کو ابواب اور عناوین کے تحت جمع کیا ہے۔

ترتیب کتاب:

حافظ متقی نے جہاں روایات کو ابواب اور مضامین کے تحت جمع کیا ہے۔وہاں ابواب کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق رکھا ہے۔مثلاً وہ موضوعات جن کا آغاز ہمزہ سے ہوتا ہے۔ان کو پہلے رکھا ہے۔پھر جن کی ابتدا''با'' سے ہوتی ہے۔ان کو رکھا ہے۔پھر''تا''اور''ثا'' وغیرہ وغیرہ۔

طریقۂ تخریج:

جب آپ کنز العمال کی مدد سے حدیث کی تخریج کرنا چاہیں۔تو سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ مطلوبہ حدیث کس موضوع سے تعلق رکھتی ہے۔جب آپ کو حدیث کا موضوع معلوم ہو جائے تو کتاب کی فہرست دیکھ لیں۔فہرست کے ذریعہ آپ متعلقہ باب تک پہنچ جائیں گے۔جب آپ تھوڑی دیر مطالعہ کریں گے تو مطلوبہ حدیث آپ کو مل جائے گی۔اس کے بعد آپ رموز کے ذریعہ اس حدیث کی تفصیل بیان کرسکیں گے۔کنز العمال پہلے حیدرآباد دکن سے چھپی اس کے بعد حلب سے طبع ہوئی۔

مفتاح کنوز السنة:

ڈاکٹر ونسنک نے یہ کتاب انگریزی میں مرتب کی۔اور اس کی تالیف میں بہت محنت اور عرق ریزی سے کام لیا۔شیخ محمد فواد عبدالباقی نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا اور ۱۹۳۳ء میں قاہرہ سے اسے طبع کرایا۔مؤلف نے حدیث وسیرت کے چودہ مصادر کی روایات اس کتاب میں موضوع کے اعتبار سے جمع کی ہیں۔جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) صحیح البخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ترمذی

(۴) سنن ابوداؤد (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابن ماجہ

(۷) سنن دارمی (۸) مؤطاامام مالک (۹) مسندامام احمد

(۱۰) مسند طیالسی (۱۱) مسند زید بن علی (۱۲) الطبقات الکبری

(۱۳) سیرۃ ابن ھشام (۱۴) المغازی لمحمد بن عمرالواقدی

طریقۂ تخریج:

جب آپ مفتاح کنوز السنۃ کی مدد سے کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں۔تو اس کتاب میں آپ کو مطلوبہ حدیث کے ضمن میں راہنمائی ملے گی کہ یہ حدیث کہاں کہاں مل سکتی ہے۔اس کتاب سے استفادہ کرنے کے لیے ضروری ہے۔کہ آپ اس میں استعمال شدہ رموز کو اچھی طرح یاد کر لیں۔مثلاً: جب آپ حدیث:"من سره أن يبسط له، في رزقه، وأن ينسئا له في اثره فليصل رحمه" مفتاح کنوز السنۃ کی مدد سے تخریج کرنا چاہیں۔تو اس حدیث کا موضوع چونکہ "الارحام" یا"الرحم" ہےاس لیے آپ "الارحام" کے تحت اس کو دیکھیں گے۔جب آپ مطالعہ کریں گے۔تو عنوان "أجر صلة الرحم" کے ذیل میں آپ کو یہ تفصیل ملے گی:۔

بخ۔	ك٧٨	ب١٢ قا ١٣	
مس۔	ك٤٥	ح ١٦، ١٧،	٢٠-٢٢۔
تر۔	ك٢٥	ب ٩	خ ٤٩۔
حم۔	ثان ص ١٨٩، ٤٨٤		ثالث ص ١٠٤، ٢٢٩،
و۔	٢٤٧، ٢٦٦، ٢٧٩۔		

ان رموز کا مقصد یہ ہے۔

راجع البخاری کتاب رقم ٧٨۔ باب رقم ١٢۔ وقا.ل باب رقم ١٣۔ ومسلم کتاب

رقم ٤٥، حدیث رقم ١٦، ١٧، ٢٠، ٢٢۔ والترمذی کتاب رقم ٢٥ باب رقم ٩، و ٤٩۔ واحمد ج٢۔ ص ١٨٩ و ص ٤٨٤ وخ ٣۔ ص ١٠٤ و ص٢٢٩ وص ٢٤٧ وص ٢٦٦ وج ص ٢٧٩۔

کتاب کے مقدمہ میں ہر کتاب کا نام اور اس کی تقسیم کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس مقدمہ کا مطالعہ اور رموز کے ساتھ مناسبت انتہائی ضروری ہے۔

....

حواشی وحوالہ جات

(۱)۔ قواعد التحدیث۔شیخ جمال الدین القاسمی۔ص ۲۱۹۔

(۲)۔ فیض القدیر۔شیخ عبدالرؤوف المناوی۔ج ا۔ص:۲۰

(۳)۔ اخرجہ الترمذی فی الطھارۃ' باب ماجاء فی المسح علی الخفین اعلاہ وأسفلہ۔حدیث رقم:۹۷۔

(۴)۔ اخرجہٗ الإمام ابوداؤد السجستانی فی سننہ فی الطھارۃ۔

(۵)۔ رواہٗ ابن ماجہ فی سُننہ۔ج ا۔ص:۱۸۲۔

(۶)۔ اخرجہ ابوداؤد فی النکاح' باب فی الرجل ینظر إلی المرأۃ وھو یرید تزوّجھا' ج ۲۔ص ۹۴۔

(۷)۔ اخرجہ الحاکم فی المستدرک' فی النکاح۔باب ''اذا خطب أحدکم امرأۃ فان استطاع أن ینظر إلی بعض مایدعوہ إلی نکاحھا فلیفعل''۔ج ۲۔ص:۱۴۰۔

(۸)۔ اخرجہٗ أحمد فی مسندہ۔ج ۳۔ص:۳۳۴۔

(۹)۔ رواہٗ أحمد فی مسندہ۔ج ۳۔ص:۳۶۰

(۱۰)۔ رواہٗ عبدالرّزاق فی مصنّفہٖ فی النکاح۔

(۱۱)۔ نصب الرایہ۔شیخ جمال الدین زیلعی۔ص:۲۰۰۔

(۱۲)۔ فتح المغیث۔شیخ شمس الدین السخاوی۔ج ا۔ص:۱۳۔

(۱۳)۔ المغنی عن حمل الأسفار فی الاسفار۔حافظ زین الدین العراقی۔ج ا۔ص:۱۳۔

....